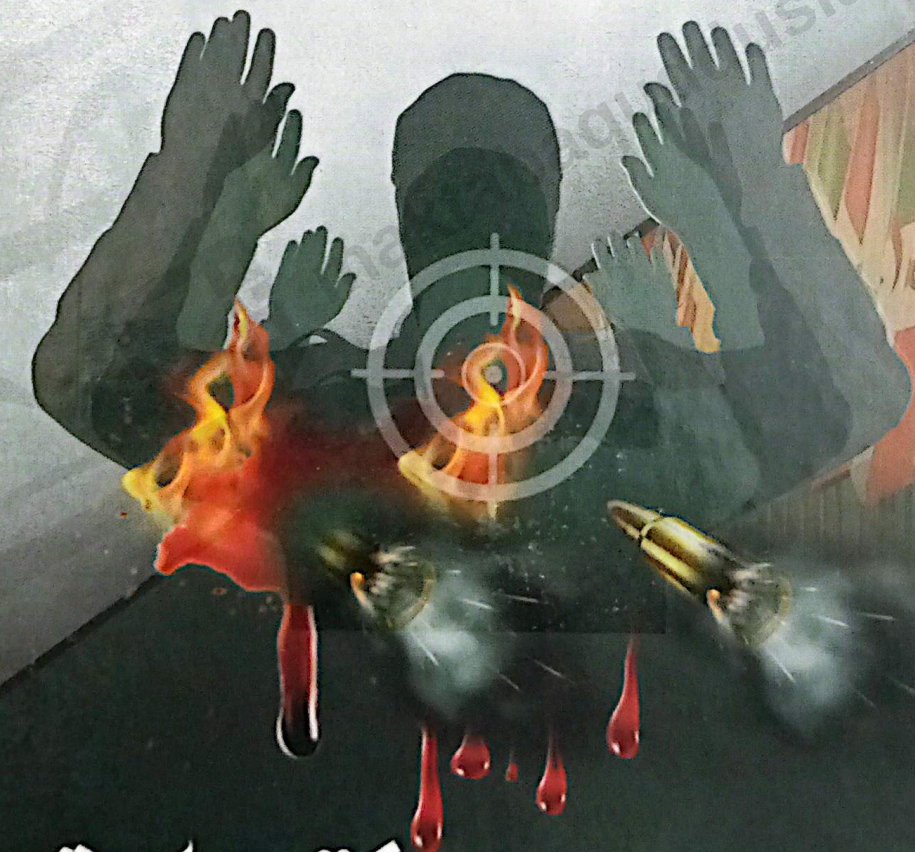


عصرِ حاضر میں
سکفرِ خروج، جہاد

اور نفاذِ شریعت کا منہج



کتابیات

ڈاکٹر حافظ محمد زبیر

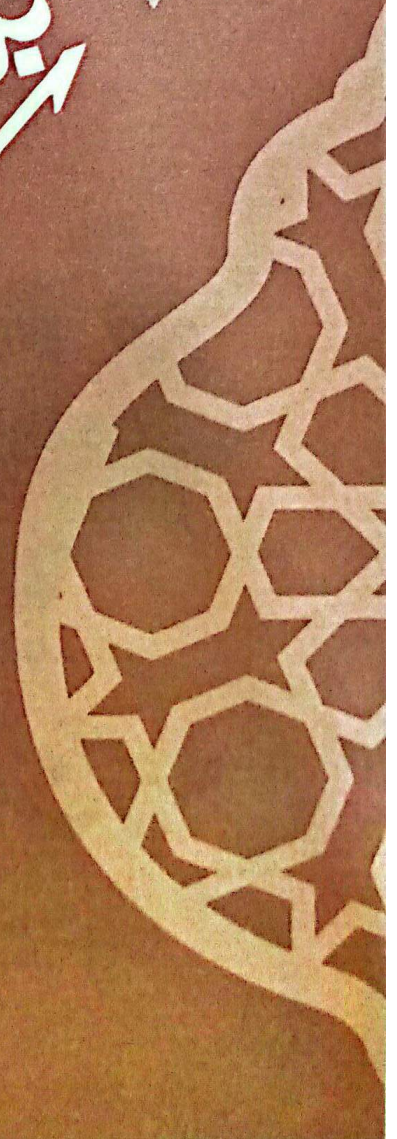
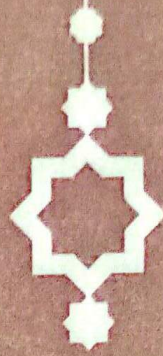


عصر حاضر میں

پکفیر خروچ، جہاد

اور نفاذ شریعت کا منہج

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ



عصرِ حاضر میں
متکفیر، خروج، جہاد
اور نفاذِ شریعت کا منہج

کتا بیاتے

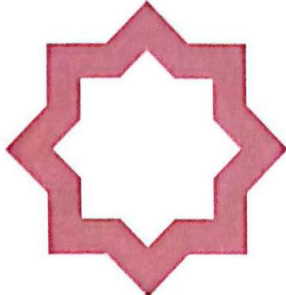
ڈاکٹر حافظ محمد زبیر

فرمان الہی

وَلِكُلٍّ جَعَلْنَا مِنْكُمْ
شُرْعَةً وَمِنْهَا جَا

[المائدة: 48]

”اور تم میں سے ہر ایک کے لیے ہم نے ایک شریعت (قانونِ زندگی)
اور ایک منہاج (قانونِ زندگی کے نفاذ و اجراء کا طریق کار)
مقرر کیا ہے۔“



انتساب

ہر اس تحریک کے نام
جو نظام عدل و قسط کے قیام کے لیے
مصالح و حکم (Foresight and Public Interests)
کا لحاظ رکھتے ہوئے جدوجہد کر رہی ہے۔

فہرست مضامین

7	
72	دوسرا سلاہی گروہ
69	پہلا سلاہی گروہ
68	آستان میں تھنیر کی تحریک
54	مجموعہ قاضی قاضی کے مطابق فیصلہ یا اس کا نفاذ اور سلاہی علماء کی رائے
53	آئینہ توحید
50	پوچھی توحید
50	تیسری توحید
49	دوسری توحید
47	پہلی توحید
40	شیخ محمد بن ابراہیم آل اشجیہ اور علماء سلاہی کے اختلاف
31	تھنیر کے بارے میں وعدہ کے لئے شیخ کے سلاہی علماء کا تھنیر
28	سعودی عرب میں تھنیر کی تحریک
20	مصر میں تھنیر کی تحریک
	توحید کا تھنیر اور تھنیر
11	مقدمہ
1	آب

مقدمہ

دین اسلام ایک معتدل اور متوازن ضابطہ حیات اور نظام زندگی ہے۔ جب ہم تاریخ کا مطالعہ کرتے ہیں تو ہمیں انسانوں میں اصحابِ اعتدال کے ساتھ ساتھ دو انتہائیں بھی ہمیشہ نظر آتی ہیں۔ دین اسلام کی تاریخ میں خلفائے راشدین اور بنو امیہ ہی کے دور سے اہل سنت کے معتدل اور متوازن مکتبہ فکر (School of Thought) کے بالمقابل دو انتہائیں اعتزال اور خوارجیت کے نام سے پیدا ہوئیں۔ تحریک اعتزال سے معتزلہ وجود میں آئے کہ جنہوں نے یونانی فلسفہ و کلام کی روشنی میں دین اسلام کا ایک جدید ایڈیشن تیار کرتے ہوئے اسے معاصر فلسفہ و منطق (Philosophy and Logic) کے مطابق دکھانے کی ناکام کوشش کی۔ اس کے برعکس خوراجی رویے نے خوارج کو جنم دیا جنہوں نے اپنی انتہا پسندانہ سوچ کے مخالف مسلمان معاشروں کی تکفیر کرتے ہوئے انہیں نہ صرف مباح الدم اور واجب القتل قرار دیا بلکہ ان کے خلاف ایک باقاعدہ جنگ کا بھی آغاز کر دیا۔ عصر حاضر کی معروف اصطلاحات میں ہم اعتزال کو جدیدیت (Modernism) یا مابعد جدیدیت (Postmodernism) اور خوارجیت کو انتہا پسندی (Extremism) یا دہشت گردی (Terrorism) سے تعبیر کر سکتے ہیں۔

معاصر دنیا میں تحریک جدیدیت اور دہشت گردی دونوں کی ابتدا مغرب سے ہوئی ہے اور ان دونوں تحریکوں نے اس عالم کے ایک بڑے خطے کو براہ راست یا بالواسطہ متاثر کیا ہے۔ جدیدیت اور مابعد جدیدیت نے مسلمانوں کے ایک ذہن، دنیاوی تعلیم یافتہ، اشرافیہ اور مقتدر طبقے میں سیکولرازم کی آبیاری کی اور مذہب کو ریاست و اجتماعی زندگی سے بے دخل

توحید حاکمیت اور تکفیر

اہل علم کے اقوال کی روشنی میں

۳ مارچ ۱۹۲۲ء کو خلافت عثمانیہ کے سقوط کے ساتھ ہی امت مسلمہ میں سیاسی اجتماعیت کے حوالے سے ایک خلا پیدا ہو گیا۔ اس خلاء کو پُر کرنے کے لیے عالم اسلام کے مختلف علاقوں میں احیائی اور انقلابی تحریکوں نے جنم لیا۔ دین اسلام کے اجتماعی، فکری، سیاسی، قانونی، آئینی، دستوری، معاشرتی، انتظامی اور معاشی پہلوؤں سے متعلق بہت کچھ لکھا، پڑھا اور سنا گیا۔

بعض مسلم ممالک میں نفاذِ شریعت، نظامِ خلافت کے قیام یا اقامت دین کے لیے جدوجہد کرنے والی تحریکوں پر معاصر حکمرانوں کی طرف سے شدید قسم کا ظلم و ستم ہوا تو فطری ردِ عمل کے نتیجے میں اسلامی تحریکوں کے کارکنان کی ایک معتد بہ جماعت میں ان ظالم حکمرانوں کے خلاف نفرت اور عداوت کا جذبہ اس قدر بڑھ گیا کہ اس کا اظہار ان کی تکفیر کی صورت میں ہونے لگا۔ حالات پر گہری نظر رکھنے والے حضرات بخوبی جانتے ہیں کہ دنیا بھر میں جہاں جہاں بھی حکمرانوں کی تکفیر کی تحریک چلی ہے وہ ہمیشہ احیائی تحریکوں پر ظلم کے ردِ عمل میں پیدا ہوئی ہے۔ اگر اصولی اور نظری بات کی جائے تو خلافت عثمانیہ اور آج کی مسلمان حکومتوں میں کوئی بھی جوہری فرق نہیں ہے۔ خلافت عثمانیہ میں سوائے مجملہ احکام عدلیہ کے جو دیوانی قانون کے طور پر رائج تھا اور اس کی بھی پابندی عدالتوں کے لیے لازم نہ تھی، بقیہ تمام قوانین فرانسیسی، اطالوی اور برطانوی تھے ❶ بلکہ سلطنت عثمانیہ کے اساسی قانون میں یہ بات

❶ خلافت عثمانیہ میں اولاً ۱۸۵۰ء میں فرانسیسی قانون کے مطابق قانون تجارت اور ۱۸۵۷ء میں قانون اراضی نافذ ہوا۔ اس کے بعد فرانسیسی قانون کے نمونے پر قانون فوجداری بھی وضع کیا گیا۔ بعد ازاں اطالوی قانون زیادہ مفید نظر آیا تو اس کے مطابق ترامیم کر لی گئیں۔ ۱۸۶۱ء میں تجارتی عدالتوں کا قانون اساسی نافذ ہوا۔ ۱۸۶۸ء میں ۴۰

الشعورية عن المجتمع ، وقطع العلاقة مع الآخرين . . .
ويتجلى ذلك أوضح ما يكون في تفسير 'في ظلال القرآن' في
طبعته الثانية وفي 'معالم الطريق' ومعظمه مقتبس من
الظلال . ❶

”اس مرحلے میں سید قطب کی وہ کتابیں سامنے آئیں جو سید قطب کے فکر کے
آخری مرحلے کی نمائندگی کر رہی تھیں اور ان کتابوں میں اسلامی معاشروں کی
تکفیر، نظام اسلامی کے قیام کی دعوت کو مؤخر کرنا اور فقہ اسلامی کی تجدید، تشکیل اور
اجتہاد کے احیاء کی دعوت کو مقدم کرنا مترشح ہوتا ہے۔ اسی طرح سید قطب کی یہ
کتابیں اسلامی معاشروں سے شعوری علیحدگی اور اپنوں کے علاوہ سے قطع تعلقی
کی دعوت دیتی ہیں۔۔۔ اور یہ تمام افکار ان کی تفسیر 'فی ظلال القرآن' کے دوسرے
ایڈیشن میں وضاحت سے موجود ہیں اور ان کی کتاب 'معالم الطريق' میں بھی
ہیں اور اس کتاب کا اکثر حصہ 'فی ظلال القرآن' سے اقتباسات پر مشتمل ہے۔“
شیخ ابو حسان الدین طرفاوی نے بھی اپنی کتاب 'الغلو فی التكفير' میں تکفیر کی
فکر اور تحریک کی بنیاد سید قطب رحمہ اللہ کو قرار دیا ہے جبکہ اخوان کے امین عام دکتور محمود عزت کا
کہنا ہے کہ سید قطب رحمہ اللہ کا آخری کلام مسلمان معاشروں کی تکفیر نہ کرنا تھا۔ ❷

جہاں تک سعودی سلفی علماء کا سید قطب رحمہ اللہ کے بارے رائے کا معاملہ ہے تو تقریباً
تمام کبار سلفی علماء سید قطب رحمہ اللہ کو جلیل القدر صحابہ کرام پر طعن، انبیاء کے لیے غیر مناسب
کلمات کے استعمالات، وحدت الوجود کے قائل ہونے، حلول کے عقیدے کے مطابق قرآنی
آیات کی تفسیر کرنے، صفات باری تعالیٰ میں تحریف، مسلمان معاشروں کی تکفیر، مسئلہ جبر میں

❶ یوسف القرضاوی الدکتور، أولويات الحركة الإسلامية، مؤسسة الرسالة،
بیروت، ص ۱۱۰۔

❷ سید قطب فوق الاتهام، اگست ۲۰۰۹ء، مطبع، ص: ۹-۱۰، <http://www.ikhwanpress.com/>

سید قطب رحمہ اللہ کے عقیدہ و منہج کے بارے سعودی عرب کی فتویٰ کمیٹی اور بہ کبار العلماء کے رکن شیخ صالح الفوزان رحمہ اللہ نے ایک رسالہ بعنوان 'براءة علماء الأمة من تزكية أهل البدعة والمذمة' مرتب کیا۔ علاوہ ازیں مدینہ یونیورسٹی کے استاذ شیخ ربیع المدخلی رحمہ اللہ نے بھی کئی ایک کتب میں سید قطب پر رد کیا ہے اور اس بارے ان کی مفصل کتاب 'أضواء إسلامية على عقيدة سيد قطب وفكره' سلفی حلقوں میں ایک معروف کتاب ہے۔ علاوہ ازیں معروف سعودی عالم شیخ عبد اللہ الدولیش رحمہ اللہ کی بھی سید قطب کے رد میں کافی تحریریں موجود ہیں جن میں سے 'المورد العذب الزلال في التنبيه على أخطاء الظلال' ایک اہم تحریر ہے۔ شیخ ابو عبد الرحمن الراحمی رحمہ اللہ نے سید قطب رحمہ اللہ کے عقائد کی تردید میں ایک قصیدہ عربی زبان میں لکھا جو عرب دنیا میں 'الهاثية في بيان عقيدة سيد قطب البدعية' کے نام سے مشہور ہے۔

لیکن ہم یہاں یہ بات بھی واضح کر دینا چاہتے ہیں کہ کوئی بھی شے اس دنیا میں شرمض نہیں ہے۔ سید قطب رحمہ اللہ میں عقیدے کے بگاڑ کے باوجود بہت سی خوبیاں تھیں اور دین اسلام کے لیے ان کی قربانیاں ایک تسلیم شدہ امر ہے۔ سید قطب رحمہ اللہ پر مستقل کلام کے دوران ہم ان خوبیوں پر بھی روشنی ڈالیں گے لیکن اس وقت ہمارے زیر بحث مسئلہ 'عقیدہ' ہے اور اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ 'عقیدہ' کے باب میں سید قطب رحمہ اللہ کوئی ایسی شخصیت نہیں ہیں کہ ان کی طرف رجوع کیا جائے۔ وہ ایک داعی، مبلغ، مصلح اور ادیب تھے اور اس اعتبار سے ان کا مقام مسلم اور قابل تعریف ہے لیکن ان کو عالم دین کے مقام پر فائز کرتے ہوئے

سید کی بعض اخطا کا اقرار کیا ہے مثلاً استواء علی العرش کی تاویلات باطلہ جبکہ بعض اقوال کی ان کی طرف نسبت کو خطا قرار دیا ہے جیسا کہ وحدت الوجود کا قول اور بعض اقوال پر خاموشی اختیار کی ہے جیسا کہ صحابہ رضی اللہ عنہم کے بارے سید قطب رحمہ اللہ کے نظریات وغیرہ۔ شیخ ربیع المدخلی رحمہ اللہ نے 'أضواء إسلامية على عقيدة سيد قطب وفكره' نامی تنقیدی کتاب لکھی جبکہ ابو بلال عبد القادر مزیدی نے اس کا جواب 'الكشف الجلي عن ظلمات ربيع المدخلي' کے نام سے دیا ہے۔